## سوال

(395)نابینے اور کم سن کے پیچھے نماز کا حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ نابینا اور لڑکے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ارباب فہم وذکا پر مخفی نہیں ہے کہ اندھا ہونا قدرتی عیب ہے کوئی شرعی نہیں ہے جس سے اندھا قابل ملامت ہو کیونکہ شرع میں اسی عیب پر ملامت ہوئی ہے جو کسب سے ہو اور یہ عیب کسبی نہیں ہے کما لایخفی فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
پس اندھا ہونا کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس سے نماز میں کسی قسم کا نقصان ہو کہ اندھا قابل امامت نہ رہے۔ اور نہ فسق ہے کہ نماز اس کے پیچھے ناقص ذاتا یا وصفا ہو تو جب تک کوئی دلیل شرعی اس پر قائم نہ ہو کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس کی امامت کی کراہت کا حکم لگانا صحیح نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ اس کی امامت کو مکروہ کہتے ہیں ان کی دلیل شرعی قائم کرنی چاہیے ورنہ وہ مثل اور مسلمانوں کے رہے گا اور جیسے بصیر مسلمان کے پیچھے نماز درست ہے اس کے پیچھے بھی ہے مکروہ کہنے والوں کی دلیل اور ان کا مذہب آئندہ ذکر کروں گا اور اس کی کیفیت بھی حسنا وقبیحا انشاء اللہ اور اگر ان باتوں سے قطع نظر کریں تو بھی امامت اندھے کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اقوال محققین بھی موافق اس کے ہیں حدیثیں تو یہ ہیں۔
عن انس رضی اللہ عنہ قال استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم یوم النسا وہو اعمی رواہ ابوداؤد کذافی المشکوٰۃ
''یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن مکتوم کو جو اندھے تھے مدینے میں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔''
وہ امامت کرتے تھے جب کسی سفر میں گئے تھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ ایسا اتفاق تیرا بار ہوا۔ حالانکہ اور صحابہ جلیل القدر بھی موجود تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گفتہ اند کہ آن سیزدہ بار بود یک بار ازان وقتیکہ بغزوہ تبوک رفت باآنکہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ در مدینہ بود وخلیفہ بود بر اہل وعیال وباعث بر استخلاف ابن ام مکتوم برائے امامت ہمیں بود تا علی رضی اللہ عنہ را اشتغال باہر امامت مانع از قیام بحفظ اہل وعیال نیاید کذافی اشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق محدث دہلوی
وعن محمود بن الزبیع عن عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کان یوم قومہ واہوا عمی حدیث رواہ البخاری والنسائی کذافی نمنتقی الاخبار

اورابواسحاق مروزی اورامام غزالی نے کہا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز فضل ہے کیونکہ بہ سبب نہ دیکھنے کسی چیز کے اس کا خیال نہیں بٹتا اور نماز میں دل خوب لگتا ہے ۔

وقد صرح ابواسحق المروزی والغرالی باں امامۃ الاعمی افضل من امامۃ البصیر لانہ اکثر خشوعا عن البصیر لمافی البصیر من شغل القلب بالبصرات کذافی نیل الاوطار

اور فقہ حنفیہ میں بھی حدیث کے موافق روایات آئی ہیں و درروایت فقیہہ درمذہب ما نیز آمدہ است کہ اگر اعمی مقتداقومی باشد جایز است امامت دے و بعض گفتہ اند کہ اگر اعلم باشد پس دے ادلے است کذافی شرح الکنز نقلا عن المبسوط دہم چنیں است درکتاب اشباہ و نظائر انتہیٰ مافی اشعۃ اللمعات اور حنفی مذہب میںمکروہ ہے اور دلیل یہ ہے کہ اندھا نجاست سے نہیں بچتا۔

والاعمی لانہ لا یتوفی النجاسۃ کذافی الہدایۃ

ذرا صاحب بصیر غور کریں کہ یہ کیسی دلیل ہے اول تو یہ قاعدہ کلیہ کہ نجاست سے نہیں بچتا مشاہدہ سے غلط ثابت ہوتا ہے کوئی شخص اس کو ثابت نہیں کر سکتا دوسرے اگر مان بھی لیا جاوے تو علت نجاست سے نہ بچنا اور اندھا ہونا بذاتہ علت نہیں پس مطلقاً یہ حکم لگانا کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے کیونکر صحیح ہوگا جس سے یہ عقیدہ فاسد عوام میں راسخ وہ گیا کہ اندھا ہونا خود ایسا عیب ہے جس سے نماز مکروہ ہوتی ہے بلکہ یہ حکم لگانا چاہیے کہ جو نجاست سے نہ بچے چاہے اندھا ہو چاہے آنکھ والا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے بھلا اسے مسلمانوں تمہارا ایمان چاہتا ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا ہو اس کی امامت کو ایسے ایسے خیالات موہومہ سے مکروہ جانو اور حدیث کا مقابلہ خیالات وہمیہ سے کرو۔ اور اسی طرح لڑکے کی امامت جب وہ ہوشیار قرآن پڑھا ہوا ہو حدیث صحیح سے ثابت ہے ۔

((عن عمرو بن سلمۃ فی الحدیث الطویل فقد مونی وانا غلام وعلی شملۃ لی قال فما شہدت مجمعا من جرم الاکنت امامہم الحدیث راوہ ابوداؤد))

اس کے خلاف میں کوئی دلیل شرعی قایم نہیں ہے ۔

(من ادعی فعلیہ البیان واللہ اعلم قد نمقہ العبدالین محمد یسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی عفی عنہ)

جواب ہذا صحیح ہے نابینائی قدرتی پر عیب کرنا تو خود نابینائی ہے علم سے ۔

(حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ، سید محمد نذیر حسین، سید محمد عبدالسلام غفرلہ ۱۲۹۹، محمد عبدالحمید ۱۲۹۴، ابو محمد عبدالحق ۱۳۰۵)

(لودیانوی، محمد یوسف ۱۳۰۳، فیروزپوری، محمد طاہر ۱۳۰۴، سلہٹی)

جواب ہر دو مسئلہ کا بہت ٹھیک ہے اور خلاف اس کا قبیح اور غیر قابل اعتبار خاص کر لڑکے نابالغ کو امام بنانا خواہ فرض ہوں یا نفل جیسے تراویح صحیح و درست ہے کیونکہ احادیث صحیحہ میں آگیا ہے کہ عمرو بن سلمہ صحابی صغیر چھ سات برس کے تھے اور قرآن شریف خوب جانتے تھے کہ امامت کراتے تھے ۔

کذافی البخاری وغیرہ من کتب الحدیث فقط واللہ اعلم ۔ (حررہ الفاجر ابو محمد عبدالوہاب الفنجابی الجھنگوی ثم الملتانی نزیل الدہلی)

(خادم شریعت رسول الادب ابو محمد عبدالوہاب ۱۳۰۰) (اصاب من اجاب محمد حسین خان خورجوی فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ ص ۳۱۸)

## فتاویٰ علمائے حدیث

## کتاب الصلاۃ جلد 1 ص 212-214